ہندوستان بنام پولیو فاتح کون؟

لیزا اے .سوینارسکی ڈی ہریرا

اب سے محض تین دہائیوں قبل ۳,۵۰,۰۰۰ ہندوستانی بچے ہر سال پولیو سے متاثر ہو کر اپاہج ہو جاتے تھے۔ ہندوستان کے طول و عرض میں، لاتعداد والدین یہ جان کر سکتے میں پڑ گئے کہ بخار کے دوران ان کے بچوں کے پیر اچانک سُن ہو کر جامد و ساکت ہو گئے ہیں اور وہ ہمیشہ کے لئے مفلوج ہو گئے ہیں۔ لاکھوں کنبے آج بھی اپنے بچوں اور بالغوں کا علاج کرا رہے ہیں جو چلنے سے معذور ہو گئے ہیں۔

کاروانِ نوعِ انسانی، حفظانِ صحت کے ان کارکنوں اور رضاکاروں کی غیر معمولی کوششوں اور جانفشانیوں کا رہین منت ہے جن کی وجہ سے اب صرف چند کنبے ہی پولیو کی زد میں آتے ہیں۔ پولیو کی بیخ کنی کے لئے گذشتہ دس سالہ عالم گیر جدوجہد کے دوران حفظانِ صحت کے کارکنوں نے کوئی دروازہ ایسا نہیں چھوڑا جس پر انہوں نے دستکیں نہ دی ہوں، لاکھوں بچوں کو ٹیکے لگائے گئے اور اربوں کی خطیر رقم صرف ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پولیو سمٹ کر صرف چار ملکوں میں رہ گیا' جس میں ہندوستان کی دو ریاستیں بھی شامل ہیں۔ تاہم صورتحال یہ ہے کہ بیخ کنی مہم کے کمزور پڑتے ہی ہندوستان تو کیا، پورا عالم ۱۹۷۰ کی دہائی والے تاریک ایام کی طرف لوٹ سکتا ہے۔

درحقیقت، ہندوستان، پاکستان، افغانستان اور نائیجیریا ایسے چار مخصوص ممالک ہیں جنہوں نے اپنے علاقائی پولیو وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ دنیا میں ایسے بھی ملک ہیں جو پولیو سے نجات حاصل کر چکے ہیں لیکن مذکورہ بالا ملکوں سے پولیو وائرس ان ملکوں میں در آتے ہیں جس کے نتیجے میں پولیو کے عفریت کو ایک نئی زندگی مل جاتی ہے۔ حالیہ برسوں میں، پولیو سے پاک کئی ملکوں میں نائیجیریا اور ہندوستان سے درآمد شدہ پولیو وائرس کے سبب یہ مرض پھر سے عود کر آیا ہے۔

آج بھی سب سے بڑا چیلنج ہندوستان ہی میں ہے۔ ہندوستان میں عالمی تنظیم برائے صحت کے تحت چلائے جانے والے انسداد پولیو پروگرام کے پروجیکٹ منیجر، ڈاکٹر حامد جعفری کہتے ہیں، ''مغربی اتر پردیش وہ مقام ہے جہاں سے پولیو کا خاتمہ سب سے زیادہ مشکل کام ہے۔''

مفلسی، گھنی آبادی، بیماری، صفائی ستھرائی کی خراب صورتحال اور افواہ و غلط معلومات پر یقین کرنے والے لوگ پولیو کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وہ خاندانوں کو تباہ و برباد کرنے کا وحشیانہ رقص کرتا رہے۔ مغربی یوپی اور بہار، ہندوستان کی وہ دو ریاستیں ہیں جہاں پولیو گردش کرتا رہتا ہے۔ ان ریاستوں میں، ۲۰۰۶ کے دوران پولیو کے واقعات میں اضافہ درج کیا گیا ہے کیونکہ چند فرقوں نے اس کے مضر ہونے کی غلط افواہ کی بنیاد پر پولیو ٹیکے لگوانے سے انکار کر دیا۔ اور اب یہ فرقے اپنے کئے کی بھاری قیمت چکا رہے ہیں۔ ۲۰۰۵ میں جہاں ۶۶ بچے مفلوج ہوئے تھے وہیں ۲۰۰۶ میں یہ تعداد بڑھ کر ۶۷۶ تک پہنچ گئی ہے۔ ان ریاستوں میں، سال رواں میں اب تک ۲۸۱ بچے مفلوج ہو چکے ہیں لیکن اچھی خبر یہ ہے کہ مغربی اتر پردیش کے سب سے زیادہ متاثرہ ضلعوں میں بھی کوئی پولیو وائرس، قسم اوّل کا شکار نہیں ہوا ہے جو سب سے زیادہ زہر آلود فساد ہوتا ہے۔ ان کنبوں کے رنج و غم نے ہندوستان میں حفظانِ صحت کے کارکنوں کو آہنی عزم و ارادہ بخشا ہے۔ اُن گاؤں میں، جنہیں سب سے زیادہ خطرہ لاحق ہے، کنبوں کو اب یہ توقع ہوتی ہے کہ ہر ماہ میں ایک بار پولیو کارکن ضرور دورہ کرے گا۔ ان فرقوں کے قائدین، صحافی اور مولوی حضرات کنبوں کو ٹیکے لگوانے پر آمادہ کر رہے ہیں۔ پھر آخر یہ مزاحمت، چہ معنی دارد؟۔

جعفری کہتے ہیں، ''چند ایسے انتہائی نادار فرقے ہیں جنہوں نے ازراہِ احتجاج ٹیکوں سے انکار کیا ہے۔ یہ دراصل ان کی مایوسی اور بے بسی کا ایک اظہار محض ہے۔ وہ صاف پانی، صفائی ستھرائی اور سڑکیں چاہتے ہیں۔ ان کے انکار کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اُن میں سے بیشتر غریب خاندان، مسلم ہیں۔ دراصل، مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کی بیشتر تعداد، پولیو کی ہر مہم میں ٹیکوں کو قبولیت عام بخشتی ہے۔''

علاوہ ازیں، اتر پردیش اور بہار کے ان ہزاروں کنبوں تک پہنچنا بھی مشکل ہے جو ہر سال مہینوں تک دوسری ریاستوں میں روزگار کے سلسلے میں چلے جاتے ہیں۔ اب، حکومت ان کنبوں پر توجہ مرکوز کر رہی ہے تاکہ اُن کے بچے، اگر اپنے وطن مالوف میں نہ ہوں تو بھی ٹیکے سے محروم نہ ہو پائیں۔

امریکہ اور ہندوستان کی حکومتیں، یونیسیف اور روٹری انٹرنیشنل، نہ صرف ہندوستان بلکہ کرۂ ارض سے ہی پولیو کو تہ خاک کر دینے کے لئے شانہ بشانہ کام کر رہے ہیں۔ اگر وہ کامیاب ہو جاتے ہیں تو یوں سمجھئے کہ دنیا سے ایک دوسری بیماری کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ ۱۹۷۰ کی دہائی میں چیچک کو نیست نابود کر دیا گیا تھا۔ اس جدوجہد میں امریکہ سب سے بڑا عطیہ دہندہ ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر امریکہ اس بارے میں اسقدر فکر مند کیوں ہے؟

جعفری جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں، ''امریکیوں کے قلب و ذہن میں، اُن کے ملک میں پولیو سے برپا ہونے والی قیامت صغریٰ کا منظر اور اس کی دکھ اور درد سے بھری یادیں اب بھی تازہ و باقی ہیں۔ اس کے علاوہ امریکی انسان دوست ہوتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ ایسا مرض ہے جس کی بیخ کنی ممکن ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ازالے کی ایک تدبیر ہے جو آسان بھی ہے اور مقدور بھی۔''

پرندوں کا فلو

پرندوں کے عالمگیر فلو پر ایک بڑی بین الاقوامی کانفرنس کی حکومت ہند میزبانی کریگی جو نئی دہلی میں ۴ تا ۶ دسمبر منعقد ہوگی۔ اس موقع پر اس مسلسل عالمگیر خطرے پر توجہ مرکوز کی جائیگی۔ جانوروں کی صحت، انسانوں کی صحت اور کسی بڑی وبا کے پھیلنے کی صورت میں اس کے اقتصادی اور سماجی اثرات پر بھی غور کیا جائیگا۔

پرندوں اور عالمگیر انفلوئنزا کے متعلق خصوصی امریکی نمائندے جان۔ ای۔ لینگے نے اکتوبر میں لندن میں بتایا تھا کہ ''اس وزارتی کانفرنس میں بین الاقوامی امداد کے نئے وعدے کے ساتھ حکومت امریکہ کا ایک وفد نئی دہلی جائیگا۔''

اس مہلک وائرس پر قابو پانے کے لئے (جو تقریباً ۶۰ ملکوں میں نمودار ہو چکا ہے) اور انسانوں میں اس پھیلاؤ کو روکنے کے لئے بین الاقوامی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ فروری ۲۰۰۶ میں ہندوستان کو برڈ فلو کا سامنا ہو چکا ہے۔ مرغیوں میں ایچ فائیو این ون قسم کے وائرس کے پہلی بار پھیلاؤ کی ہندوستان نشان دہی کر چکا ہے۔ بہرحال پرندوں کے انفلوئنزا کا کوئی واقعہ ہندوستان میں اب تک نہیں ہوا ہے۔ —رچا ورما

نیچے: ۱۹۷۰ کی دہائی میں پولیو پھوٹ پڑنے سے ہزاروں ہندوستانی بچے اس کی گرفت میں آگئے۔
نیچے بائیں: ایک دیہی ہیلتھ ورکر اتر پردیش میں بچوں کو پولیو کی خوراک پلاتا ہوا۔